OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828; pISSN: 2519-6480
Vol.13 Issue 14 December 2023

صلوۃ کی جمالیاتی تشکیل اور دین کا تصور حسن۔ ارتباطی مطالعہ

THE AESTHETIC FORMATION OF PRAYER AND CONCEPT OF BEAUTY IN ISLAM:A CORRELATIONAL STUDY

Areeba Farooq
Ph.D Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.

Abstract: All divine religions are based on belief in oneness of God and prayers are made obligatory for the practical magnification in religions. This belief strengthens the relation between God and man. Salah is a dialogue between Allah and man and source of acquiring virtues. It is the second most important pillar of Islam. This ritual is supposed to be offered by all the Muslim regardless of their status and wealth. Prophet Muhammad ﷺ also laid stress on the significance of prayers the most. This abstract explores the aesthetic dimensions of Salah (Islamic prayer), highlighting its multifaceted beauty and spiritual significance. Salah encompasses not only the physical acts of worship but also various aesthetic elements that contribute to its richness and depth. These include the adornment of attire, the emphasis on cleanliness, punctuality in prayer timings, and the rhythmic repetition of bowing and prostration. Additionally, the recitation of the Quran during Salah adds a melodious dimension, enhancing its aesthetic appeal. Furthermore, individual and collective aspects such as the alignment of rows and the cultivation of humility and devotion further enrich the aesthetic experience of Salah. By embracing these aesthetic aspects, worshippers immerse themselves in a profound spiritual journey, experiencing a harmonious blend of physical movements, vocal recitation, and inner contemplation, ultimately elevating their connection with the Divine. In this paper the aesthetic aspects of salah are explored through moderation in the performance of Salah, recitation of the Quran in Salah, virtues of humility, submissiveness, and straightening the rows, adornment of clothing, cleanliness, punctuality, repetition of bowing and prostration etc. which enhance the aesthetic beauty of worship and devotion.

Key words: Religion, Salah, Prayer, aesthetic, worship, God, virtues, cleanliness, punctuality, recitation, prostration, devotion.

تعارف:

نماز دین کے بنیادی اراکین میں سے اہم رکن ہے۔ قرآن میں سینکڑوں بار اس کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا نیز آپ ﷺ نے اپنے قول و فعل کے ذریعے سے اس کی دینی و جمالیاتی اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور صحابہ کرام کو اس کے جمالیاتی پہلوؤں کی تعلیم دی۔ امم سابقہ یہود و نصاریٰ میں بھی نماز مشروع تھی۔

قرآن مجید میں نماز قائم کرنے کا حکم:

سورہ البقرہ میں اللہ کے لیے باادب طریقے سے کھڑے رہنے اور نمازوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے خصوصا درمیانی نماز کی جو کہ حدیث شریف کی روشنی میں عصر کی نماز ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ [1]

سب نمازوں کی حفاظت کیا کرو اور (خاص طور پر) درمیانی نماز کی، اور اللہ کے لیے ادب سے کھڑے رہا کرو۔

اسی طرح سورہ ھود میں دن کے دونوں سروں میں نماز کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

وَاَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ ۚ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۚ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ [2]

اور دن کے دونوں طرف اور کچھ حصہ رات کا نماز قائم کر، بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں، یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل میں بھی آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک نماز کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا [3]

یعنی آفتاب کے ڈھلنے کے بعد ظہر اور عصر اور رات کی تاریکی سے مقصود مغرب اور عشاء ہیں اور "و قرآن الفجر" سے مراد نماز فجر ہے۔ فجر کے وقت تلاوت قرآن کے جمالی پہلو کی طرف بھی اشارہ کیا گیا کہ اس کی وقت کی تلاوت زیادہ قابلِ سماعت و حاملِ توجہ ہوتی ہے اور فرشتوں کے اجتماع کا وقت بھی یہی ہے [4]

اسی طرح سورہ طٰہ میں اللہ عبادت کا حکم دیا گیا تو اس حکم کو نماز قائم کرنے کے ساتھ کو خاص کر دیا گیا ہے جو کہ اس کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

اِنَّنِیٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیۙ وَاَقِمِ الصَّلَاۃَ لِذِکْرِیْ [5]

بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی بندگی کر، اور میری یاد کے لیے نماز پڑھا کر۔

اور سورہ الروم میں اللہ پاک نے صبح و شام تسبیح کرنے کا حکم دیا ہے۔

فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ [6]

پھر اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو۔

اس ضمن میں صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں کہ بعض کہتے ہیں کہ یہاں تسبیح سے مراد نماز ہے اور دونوں آیات میں مذکور اوقات نماز کے اوقات ہیں مثلاً **تمسون** سے مراد مغرب اور عشاء، **تصبحون** سے مراد فجر **عشیا** میں عصر اور **تظهرون** میں نماز ظہر آجاتی ہے۔ [7]

فرامین رسول میں نماز میں حسن کاری کا حکم:

صبر اور نماز مومن کے دو ہتھیار ہیں اسی لیے حدیث شریف میں آتا ہے نبی ﷺ کو جب بھی کوئی شدید معاملہ پیش آتا تو آپ ﷺ نماز کا اہتمام فرماتے۔ اب جس شخص نے نماز کو پورے پورے طور پر ادا کیا اور عمدہ طور پر وضو کیا، وقت پر اس کو پڑھا اور رکوع و سجود، خشوع اور اس کے اذکار اور اشکال کو صحیح طور پر ادا کیا تو بیشک وہ شخص رحمت الٰہی سے سرشار ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کے گناہ کو فرما دیتا ہے چنانچہ اس امر کے متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ

لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؟» قَالُوا: لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ، قَالَ: «فَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، يَمْحُو اللهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا» [8]

اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازہ پر نہر جاری ہو اور اس میں روزانہ وہ پانچ بار نہایا کرے تو کیا اس کے بدن پر میل باقی رہ سکتا ہے لوگوں نے کہا نہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ پنجگانہ نمازوں کی مثال ہے ایسے ہی خدا تعالیٰ پنجگانہ نمازوں سے گناہوں کو بالکل ختم کر دیتا ہے۔

علاوہ ازیں نماز میں ان امور کے عمل میں لانے کا حکم ہے جو وقار اور عادات حسنہ پر دلالت کرتے ہوں اور ان کو عاقل پسند کریں اور ایسی عادات نماز میں ظاہر نہیں ہونے چاہیں جن کو غیر ذوی العقول کی طرف نسبت کرتے ہیں مثلاً جیسے مرغ کی طرح ٹھونگ مارنا۔ کتے کی طرح بیٹھنا لومڑی کی طرح زمین پر لیٹنا، اونٹ کی طرح بیٹھنا اور درندوں کی طرح ہاتھ

زمین پر بچھانا۔اور ایسے ہی وہ عادات جو متکبر لوگوں یا ان لوگوں کو ہوتی ہیں جن پر عذاب نازل ہوتا ہے ان سے بھی احتراز کرنا چاہیے مثلاً کمر پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا۔[9]

اسی طرح نماز محض رضائے خداوندی کے لیے ہونی چاہیے اور ایسی جگہ نہ جہاں شرک کا احتمال پیدا ہوسکے مثلاً مقبرہ وغیرہ کیونکہ لوگ وہاں نماز پڑھتے پڑھتے ہوئے اولیاء اور علماء کی قبروں کی پرستش نہ شروع کردیں اور یہ شرک جلی کی صورت ہے یا ان مواضع میں نماز پڑھنے کو زیادہ قربت الٰہی کا سبب سمجھنے لگیں، حضور ﷺ کی مراد اس فرمانے سے یہ ہی ہے کہ

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ[10]

یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہوا نہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

اس طرح نماز کے حسن کو قائم رکھنے کے لیے آپ ﷺ نے حمام میں نماز ادا کرنے سے منع کیا کیونکہ وہاں لوگوں کے ستر کھلتے ہیں اور لوگ آتے جاتے ہیں ان باتوں سے نمازی کا دل ہٹ جاتا ہے اور دل سے انسان وہاں اپنے پروردگار کے آگے التجا نہیں کرسکتا۔[11] اور اسی طرح جہاں اونٹ باندھے ہوں ان مواضع میں نماز سے ممانعت ہے کیوں کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں

"صلو افی مراح الغنم ولا تصلوا في معاطن الابل فانها خلقت من الشياطين"[12]

بکریوں کے باندھنے کے مقام پر میں نماز پڑھو اور اونٹوں کے مقام میں نماز مت پڑھو کیونکہ اونٹ کی سرشت میں شیطانی مادہ زیادہ ہے۔

نماز کے جمالیاتی کمال میں تعدیل ارکان:

اگر لوگوں کیلئے عبادت کے ارکان اور شروط معین نہ ہوں تو وہ بے بصیرتی سے ہاتھ پاؤں مارتے رہیں۔پس احکام الٰہیہ کی تکلیف جب ہی مکمل ہوتی ہے کہ انکے لئے اوقات، ارکان اور شروط سب قرار دیئے جائیں۔اور چونکہ دل کے اندر خدا تعالیٰ کیلئے خضوع کا ہونا اور اسکی طرف توجہ کا بطور تعظیم اور رغبت اور خوف کے ہونا ایک پوشیدہ امر ہے اور اسی چیز سے قلبی حالت کا انضباط ہوسکتا ہے[13]

اللہ کی تعظیم اور شان اس بات کا متقاضی ہے کہ اس کے سامنے کھڑے کو کر مناجات کی جائے، انسان اس کے سامنے مکمل طور پر سرنگوں ہوجائے کیونکہ یہ نیاز مندی کی علامت ہے اور اس سے بڑھ کر تعظیم یہ ہے کہ اللہ کے حضور اپنے سر کو زمین پہ رگڑے جو کہ تمام اعضاء میں بزرگ اور حواس انسانی کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔[14]

نمازی پاکیزگی کی حالت میں اللہ کے حضور پیش ہوتا ہے چنانچہ جب وہ نماز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ

انی وجهت وجهي للذي فطر السماوات والأرض جنيفا وما أنا من المشركين[15]

میں نے ہر باطل سے جدا ہو کر اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

وہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اس کی کبریائی کا اعتراف کرنے کے ساتھ ہی ہاتھ اٹھا کر اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اے زمین و آسمان کے مالک ہمیں میں تیری بارگاہ میں پہنچ کر ہر چیز سے دستبردار ہوتا ہوں گویا کوئی عبد اپنے آقا کے سامنے بالکل بے بس اور لاچار کھڑا ہے۔ ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ سب چیزیں تیری ہیں اور ان کا تو ہی مالک ہے میں خالی ہاتھ محتاج و فقیر تیری عطا و بخشش کا طالب و امیدوار بن کر تیرے حضور میں حاضر ہوتا ہوں۔ حضرت ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے کہ خدا کی طرف دونوں ہاتھ اس امر کا اعتراف کرتا ہوا اٹھائے کہ طاقت اور قوت تیرا حق ہے مجھے کوئی قدرت و طاقت نہیں پس جب آدمی اللہ اکبر کہہ کے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھادے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالی کے ماسوا سے وہ دست بردار ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور میں آ گیا۔[16] پھر وہ فوراً اپنے ہاتھ سینے پر باندھ لیتا ہے اور دست بستہ کھڑا ہو کر ہونٹوں سے اظہار سوال و احتیاج کرتا ہے اور ایسی بندگی اختیار کرتا ہے جو مناجات کے وقت سلاطین کے سامنے اختیار کی جاتی ہیں کیونکہ بنی آدم میں یہ فطری امر ہے کہ جب کسی عالی شان امیر کبیر سے سوال کرتا اور اس سے اپنی حاجت روائی چاہتا ہے تو پہلے اس کی مدح و ثنا اور اپنی ذلت و انکسار بیان کرتا ہوا اپنی حاجت کا اظہار شروع کرتا ہے

پھر خدا کی عظمت کے خیال اور تعمیل حکم الٰہی کے واسطے اپنے نفس کی تحقیر کی کیفیت اپنے دل پر طاری کر کے بندہ جھک جاتا ہے اور یہ عمل اپنی پستی کے خیال کی کیفیت دل میں پیدا ہونے پر دلالت کرتا ہے رکوع کی حالت میں جھک کر اس کی پاکیزگی اور عظمت کی تسبیحات کرنے کے بعد اس بات پر یقین رکھتے ہوئے سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے کہ میرے اللہ نے میری بیان کردہ تعریف و توصیف کو سن لیا ہے۔ پھر رکوع اور سجدہ میں فرق کرنے کے لیے دوبارہ اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہوتا ہے تا کہ نفس کو ہر رکن کے اثر معلوم کرنے میں تنبیہ و آگاہی جداگانہ ہو[17] اب وہ بارگاہ خدا میں جبین نیاز کو زمین پر رکھ کر اس کے بلند و بالا ہونے کا اقرار کرتا ہے جو کمال ادب اور کمال تذلل اور عبادت کا مقصود ہے۔ بندہ اپنا سر اور منہ جو کہ محل عزت سمجھے جاتے ہیں زمین پر رکھے اور ناک اسکے خاک آستانہ پر رگڑتا ہے یہی وہ مقام ہوتا ہے جب خالق اور مخلوق کے درمیان دوریاں مٹ جاتی ہیں جیسے کہ سورۃ العلق میں ارشاد ہوتا ہے **و اسجد و اقترب** [18]

سجدہ سے اٹھ کر حالت جلسہ میں وہ اپنے رب سے رحم اور عافیت طلب کرتا ہے اور دوبارہ حالت سجدہ میں چلا جاتا ہے۔

قیام، رکوع اور سجدہ کی علی الترتیب ادائیگی کی حکمتیں شاہ صاحب نے یوں بیان کی ہیں کہ نماز کی صورت عمدہ ترین ہے کہ اس میں یہ تینوں امور جمع ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ نماز میں ادنی تعظیمی حالت سے اعلی کی طرف ترقی ہوتی ہے تاکہ دم بدم نیاز مندی اور خاکساری کی حالت زیادہ ہوتی ہوئی معلوم ہو جو فائدہ اس ترقی کی حالت میں ہو سکتا ہے وہ تنہا اعلی درجہ کی تعظیم میں یا اعلی سے ادنی کی طرف منتقل ہونے میں نہیں ہو سکتا۔[19] اسی طرح سجدہ کی ادائیگی کے مصالح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقصود بالذات سجدہ ہے اور باقی قیام اور رکوع اس کے لیے واسطہ ہیں اس لیے ضروری ہے کہ اس کو کما حقہ ادا کیا جائے اور اس کی صورت یہی ہے کہ اس کو دو مرتبہ ادا کیا جائے۔

سجود کی ادائیگی کے بعد نمازی عبدیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہایت ادب کے ساتھ بیٹھ جاتا ہے اس وقت دو زانو بیٹھ کر اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ اے خدا تعظیمات قلبی اور عبادات بدنی اور مالی کا مستحق تو ہی ہے اور یہ تیری ہی حضور کے لائق ہے لہذا میرا سارا مال و بدن اس امر کیلئے تیرے حضور میں ہے اور تمام زبانی، بدنی اور مالی عبادات اللہ کے لیے ہیں اور پھر محبوب خدا ﷺ کی بارگاہ میں نذرانہ درود و سلام پیش کرتا ہے۔ بالآخر اپنی اور ملت اسلامیہ حتی کہ مدفون نیک بندوں کے لیے سلامتی کی التجا کرتا ہے اور شہادت کی انگلی اٹھا کر اللہ کی وحدت کا ثبات دیتا ہے اور سلام پھیرنے کی صورت میں وہ دائیں بائیں اس بات کا پیغام دیتا ہے کہ میں اپنے گردو پیش کے لئے سلامتی کا طلبگار ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانی لکھتے ہیں اللہ سبحانہ تعالی کی یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ باطن ذکر الہی سے معمور ہو اور ظاہر احکام شرعی سے آراستہ ہو۔ کوئی شخص اگر نماز کو اچھی طرح ادا کرے تو نماز خوش ہوتی ہے اور نمازی کے لیے دعا کرتی ہے۔ رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ اچھی طرح بجالانا اور صفوں کو سیدھا کرنا ضروریات نماز میں سے ہے۔ ایسے اعمال کا زندہ کرنا سنت کا زندہ کرنا ہے۔ نماز کی نیت کو درست کرنے سے بہتر نتیجہ مرتب ہوتا ہے اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ایسے ہی کوشش کرنی چاہیے جس طرح دنیا کے لیے سرگرداں رہتے ہیں۔[20]

نماز کے جمالیاتی کمال میں حسن قراءت قرآن:

تلاوت قرآن نماز کا ایک رکن ہے۔ نبی کریم ﷺ خاص طور پر فجر کی نماز میں لمبی قراءت کرتے تھے، تراویح کی نماز رمضان میں مشروع ہے اور اس میں قراءت لمبی ہوتی ہے، اسی طرح رات کی نفل نماز میں اصل یہ ہے کہ قرآن کی قراءت لمبی ہو، یہاں تک کہ حضور ﷺ دو رکعت نماز پڑھتے اور پہلی رکعت میں سورہ بقرہ، آل عمران اور سورۂ نساء پڑھتے تھے۔[21]

امام مسلم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو مسعود انصاری سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "قوم کی امامت وہ شخص کرے جو کتاب اللہ کا سب سے بڑا قاری ہو"[22]

تلاوت قرآن سے متعلق جو احکام دیے گئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ آواز درمیانی رکھی جائے سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنی آواز کو اتنا اونچا نہ کرو کہ کفار اس کو سن کے قرآن مجید کو برا بھلا کہیں اور نہ آواز کو اتنا پست کرو کہ صحابہ کرام بھی نہ سن سکیں۔اسی طرح قراءت قرآن کے حوالے سے جو دوسرا حکم دیا گیا وہ یہ ہے کہ ظہر وعصر کی نمازوں میں خفیہ اور مغرب وعشاء وفجر کی نمازوں میں بلند قرأت سے پڑھا جائے کیونکہ مغرب وعشاء میں اکثر خاموشی اور سکون و آرام کا ماحول ہوتا ہے اور شور و غل نہیں ہوتا نیز ان وقتوں میں افکار بھی کم ہوتے ہیں۔ لہذا ایسے اوقات کی قراءت دلوں میں زیادہ مؤثر ہوتی ہے اور یہ امر مسلم ہے اور تجربہ بھی اسی امر کا گواہ ہے کہ خوش الحان آدمیوں اور پرندوں وغیرہ کی آوازرات کو بہ نسبت دن کے دلوں کو زیادہ موثر اور خوش معلوم ہوتی ہے۔لہذا ان اوقات میں جہری قرآت پڑھنی مقرر ہوئی جس میں وہ زیادہ موثر ہو۔اسی طرح ظہر وعصر کی نمازوں میں قرآن کے آہستہ پڑھنے میں یہ حکمت ہے کہ دن میں بازاروں اور گھروں کے اندر شور وغل رہتا ہے اور اس لئے اوقات ظہر وعصر میں کثرت شواغل و حرکات واصوات و متفرق امور وافکار سے دلوں کو فراغت کم ہوتی ہے اور بات پر خوب توجہ نہیں دی جاتی اس لئے ان وقتوں میں قراءت میں جہر نہیں مقرر ہوا۔

یہی وجہ ہے کہ فجر کی نماز میں سب نمازوں سے زیادہ لمبی قراءت کا پڑھنا سنت ہے نبی ﷺ فجر کی نماز میں ساٹھ سے سو آیت تک پڑھتے تھے کیونکہ نیند سے جاگنے کے وقت دل کو فراغت ہوتی ہے اور مصلحت ہے کہ پہلے پہلے جو آواز کان سے گذر کر دل پر پڑے وہ خدا تعالیٰ کا کلام ہو جس میں انسان کیلئے سراسر بھلائی اور برکت اور خیر وخوبی بھری پڑی ہے اور اس وقت وہ کلام دل میں بلا مزاحمت موثر ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ جب دن کے وقت کوئی ایسی نماز پیش آجائے جو نماز کے علاوہ تبلیغ اسلام و تعلیم دوعظ و تربیت و تلقین کیلئے مقرر کی گئی ہو تو وہاں قراءت جہر اور باآواز بلند پڑھنی مقرر ہوئی ہے مثلاً جمعہ و عیدین اور استقاء اور بعض آئمہ کے نزدیک نماز کسوف میں قرآت جہری پڑھی جاتی ہے کیونکہ ان وقتوں میں قراءت کا جہر سے پڑھنا لوگوں کے جمع ہونے کے مقصود کو مفید ہوتا ہے لہذا تبلیغ احکام کی غرض سے قرآن پاک کا جہر سے پڑھنا مقرر کیا گیا تاکہ لوگوں کو تدبر قرآن کا موقع ملے[23]

نماز کے جمالیاتی کمال میں خشوع کا پہلو:

نماز کے ظاہری آداب یہ ہیں کہ اس کو شرائط، فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات اور تعدیل ارا کین کے مطابق ادا کیا جائے اور خشوع میں ریاکاری سے پرہیز، اخلاص نیت سے ادائیگی، عاجزی، اور توجہ الی اللہ بر قرار رکھے رہنا شامل ہے تا کہ نماز کا مقصد فوت نہ ہو۔[24]

سورہ المومنون میں ایمان والوں کی خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

اَلَّذِيْنَ هُمْ فِىْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ[25]

وہ لوگ جو اپنے نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔

خشوع سے مراد قلب وجوارح کی یکسوئی اور انہماک ہے قلبی یکسوئی یہ ہے کہ نماز کی حالت میں بہ قصد خیالات اور وساوس کے ہجوم سے دل کو محفوظ رکھے اور اللہ کی عظمت و جلالت کا نقش اپنے دل پر بیٹھانے کی سعی کرے اسی طرح اعضاء وجوارح کی یکسوئی یہ ہے کہ کھیل کود نہ کرے، نہ ادھر اُدھر دیکھے۔ بالوں اور کپڑوں کو سنوارنے میں نہ لگا رہے بلکہ اس پر خوف و خشیت اور عاجزی کی ایسی کیفیت طاری ہو جیسے عام طور پر بادشاہ یا امراء کے سامنے ایک عام شخص کی ہوتی ہے۔[26] اور یہ خشوع ہی کے سبب ممکن ہے کہ نماز کی ادائیگی کے وقت انسان کا دل دنیاوی معاملات سے بے نیاز ہو جائے، اعضاء وجوارح متعین طریقے سے حرکت کریں اور زبان ذکر الہٰی کا ورد کرے۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے

ان هذه الصلوة لا يصح فيها شي من كلام الناس انما هي التسبيح والتكبير وقرأة القرآن [27]

نماز میں لوگوں کی بول چال میں سے کچھ درست نہیں ہے نماز تو تسبیح اور تکبیر اور قرآن کریم کا پڑھنا ہے۔

عبادت کی روح جو کہ خشوع و خضوع ہے اور جب تک کہ عابد اپنی عبادت میں ایک معین و مقرر طریقے کا التزام نہ کرے اس وقت تک اسے سکون نہیں ہوتا اس لئے نماز میں ایک خاص سمت مقرر ہوئی[28]

حضرت عمر نے ایک شخص کو نماز میں تکلف کمزوری ظاہر کرتے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا کہ ہمارے دین کو مردہ نہ کرو، اللہ تم کو ہلاک کرے۔ ایک دوسرے شخص کو دیکھا کہ خشوع اور ذلت ظاہر کرتے ہوئے سر اور گردن کو جھکا رہا ہے تو اس سے کہا: اپنا سر اٹھاؤ، خشوع دلوں میں ہوتا ہے، گردنوں میں نہیں ہوتا۔ جب بندہ میں عبادت کی محبت بہت بڑھ جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے زیادہ دیر تک کھڑے رہنے کو پسند کرتا ہے، رات میں سونے کو ناپسند کرتا ہے اور رات میں شب بیداری کرتا ہے۔[29]

جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

تتجافى جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفاً و طمعاً ومما رزقناهم ينفقون فلا تعلم نفس ما أخفي لهم من قرة أعين جزاء بما كانوا يعملون[30]

ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈر سے اور امید سے اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، کسی کو خبر نہیں کہ ان لوگوں کے لئے ان کے اعمال کے صلہ میں آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا رکھی گئی ہے۔

اس سلسلہ میں بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شیطان تم میں سے ہر ایک کے سر کے آخری حصہ پر سونے کی حالت میں تین گھرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ پر پھونک مار کر کہتا ہے کہ تمہاری رات بڑی لمبی ہے۔ سوئے رہو، پھر اگر وہ بیدار ہو جاتا ہے اور اللہ کو یاد کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، جب وضو کر لیتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھ لیتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے اور وہ چست اور پاکیزہ نفس ہو جاتا ہے ورنہ وہ خبیث النفس اور سست ہو جاتا ہے۔[31]

دوران نماز خشوع و خضوع قائم رکھنے کے لیے آپ ﷺ اس چادر میں نماز نہ پڑھتے جس میں حاشیہ لگا ہو کیونکہ یہ نماز میں غفلت کا باعث بنتی ہے۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے کوئی ایک نماز پڑھی تو نماز کے بعد فوراً اس کو تبدیل کروایا اور فرمایا کہ میں اس کی نقش و نگار کو دیکھ رہا تھا، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ نماز میں خرابی نہ ڈالے[32] اور اسی طرح ایسے لباس میں نماز پڑھنے کی بھی ممانعت فرمائی جو خشوع میں خلل ڈالے مثلاً آپ ﷺ کو ایک بار کسی نے ایک ریشمی کوٹ تحفہ بھیجا، آپ ﷺ نے اسے پہن کر نماز پڑھی، جب پڑھ چکے تو زور سے اس کو اتار ڈالا جیسے کوئی بُرا سمجھتا ہے اور فرمایا کہ یہ پرہیز گاروں کے لائق نہیں۔[33]

نماز کے جمالیاتی کمال میں تذلل کا پہلو:

بندے کا عبادت کرنا نہ تو خالق کائنات کی بادشاہت میں اضافے کا سبب بنتا ہے نہ ہی ترک عبادت سے اس کی ملکیت میں کمی آتی ہے اس سے محض رب کائنات اپنے بندے کی عاجزی و بے بسی دیکھتا ہے لہذا یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ عبادت کی قبولیت کا تعلق دل اور انسان کی نیت سے ہے جبکہ اعضاء و جوارح کی حرکات سے اللہ کی بندگی پر پیرا عمل ہونے کا عملی ثبوت ہے بدنی عبادات کا مقصود پیشانی کو جھکانا نہیں بلکہ دل کا تکبر دور کرنا ہے اسی طرح اللہ اکبر سے زبان بھی گردش مقصود نہیں بلکہ اپنی تعظیم ترک کر کے عبدیت کا مفہوم واضح کرنا ہے۔[34] حضرت علی ہجویری فرماتے ہیں کہ عمل بالاخلاص ہی عمل ہوتا ہے اور اخلاص انسان کے لیے بمنزلہ روح کے ہے اور عمل بمنزل جسم، اگر کوئی کسی سے ہزار برس محبت رکھے مگر جب تک اس کے عمل سے اخلاص اس نظر نہ آئے ایسی محبت کا دعوی بے معنی اور بے کار ہو گا۔[35]

مسلمان کی نماز کی قبولیت کے لیے احساس عبدیت ناگزیر ہے اور عبدیت کی پہلی دلیل اخلاص ہے چنانچہ امام ابن کثیر کہتے ہیں کہ ہر عمل کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ وہ شریعت کے مطابق ہو اور دوسرا خالص رضائے الہیٰ کے لیے ہو۔[36]

سورہ الاعراف میں حکم ہوا:

وَ اَقِیۡمُوۡا وُجُوۡہَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ وَّ ادۡعُوۡہُ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ[37]

تم ہر سجدہ کے وقت و مقام پر اپنے رُخ (کعبہ کی طرف) سیدھے کر لیا کرو اور تمام تر فرمانبرداری اس کے لئے خالص کرتے ہوئے اس کی عبادت کیا کرو۔

قبولیت نماز کی ایک اہم شرط طہارت قلب ہے یعنی کہ دل ہر قسم کی برائی سے پاک ہو اور ارکان نماز میں اعتدال واطمینان ہو اور خشوع وخضوع اور کیفیت رقت طاری ہو جائے۔ علاوہ ازیں نماز میں مواظبت یعنی پابندی نماز کو برقرار رکھا جائے اور نمازی کسب رزق حلال کا عادی ہو[38]

نماز کے جمالیاتی کمال میں تسویہ صفوف کا پہلو

صفوں میں کندھے سے کندھا ملا کر رکھنا یعنی آپس میں ایسے مل کر کھڑا ہونا واجب ہے کہ درمیان میں بالکل بھی فاصلہ نہ ہو. نماز کے آغاز سے ایک مسلمان کو لوگوں میں اپنے مقام و مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے، وہ محسوس کرتا ہے کہ اسے مسلمانوں کی صفوں میں ایک امتیازی مقام حاصل ہے[39]

شریعتِ مطہرہ میں امام کا مقتدیوں کو صفیں درست کرنے کی تلقین کرنا یا کو توجہ دلائی جائے، یہ بالکل جائز ہے، بلکہ متعدد احادیث طیّبہ سے ثبوت ملتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اقامت ہو جانے کے بعد صفیں درست کرواتے تھے۔ نیز خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کا بھی یہی معمول تھا۔ چنانچہ امام ترمذی نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک شخص کو نماز کی صفیں سیدھی کرنے کے لیے مقرر فرماتے اور اُس وقت تک نماز کی تکبیر نہ کہتے جب تک کہ وہ خبر نہ دے دیتا کہ صفیں سیدھی ہو چکی ہیں اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ و سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ صفیں سیدھے کروانے کا خاص خیال رکھتے تھے اسی طرح حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اے فلاں! آگے ہو جاؤ۔ اے فلاں! پیچھے ہو جاؤ۔

امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان صف کے واجبات کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ صفوف کی درستگی میں تین باتوں کا خیال رکھنا چاہیے

- **اول تسویہ:**

یعنی کہ صف برابر ہو، یعنی نماز کی صفیں بالکل سیدھی ہوں، خم نہ ہو، کجی نہ ہو، سب کی گردنیں، شانے، ٹخنے آپس میں ایک خط مستقیم پر واقع ہوں۔ اسی طرح کہ مقتدی آگے پیچھے نہ ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے تسویہ صفوف کے متعلق ارشاد فرمایا

سووا صفوفكم فان تسويه الصف ، من تمام الصلاة [40]

یعنی اپنی صفیں سیدھی کرو۔ کیونکہ صفوں کا برابر کر نماز کی تکمیل کا حصہ ہے۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

اقيمت الصلاة فاقبل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم بوجهه قال: اقيموا صفوفكم و تراصوا فانى اراكم من وراء ظهرى [41]

نماز کے لیے اقامت کہی گئی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے رُخ انور سے ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا

تم اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور مل کر کھڑے ہو۔ بلاشبہ میں تمہیں پسِ پشت بھی دیکھتا ہوں

- **دوم اتمام:**

یعنی جب تک اگلی صف مکمل نہ ہو جائے، اُس وقت تک دوسری صف شروع نہ کی جائے اسی طرح حضور ﷺ نے اتمامِ صفوف کے متعلق ارشاد فرمایا

اتموا الصف المقدم ثم الذى يليه فما كان من نقص فليكن في الصف المؤخر

یعنی آگے والی صف کو مکمل کرو پھر اس کے بعد والی کو، پس جو کمی ہو، وہ آخری صف میں ہو۔

- **سوئم تراصّ:**

یعنی نمازی ایک دوسرے کے ساتھ خوب مل کر کھڑے ہوں، اس طرح کہ ایک کا کندھا دوسرے کے کندھے کے ساتھ ملا ہو، ان میں بالکل بھی فاصلہ نہ ہو۔ یعنی خوب مل کر کھڑا ہونا کہ شانہ سے شانہ چھلے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے

صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ [42]

گویا وہ عمارت ہے رانگا پلائی ہوئی۔

ایک اور حدیث میں تراص یعنی خوب مل کر کھڑا ہونے کا حکم دیتے ہوئے نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الا تصفون خلفی کما تصف الملائکة عند ربهم ؟قالو! وکیف تصف الملائکة معند ربهم ؟قال:یتمون الصفوف المقدمة ویتراصون فی الصف[43]

تم میرے پیچھے اس طرح صف کیوں نہیں بناتے، جس طرح فرشتے اپنے رب کے حضور صف بناتے ہیں؟صحابہ کرام نے عرض کیا: فرشتے اپنے رب کے حضور کیسے صف بناتے ہیں ؟ارشاد فرمایا وہ اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

حضرت سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

کان رسول الله صلى الله علیه وسلم یسوی صفوفنا حتی کانما یسوی بها القداح حتی رای انا قد عقلنا عنه ثم خرج یوما فقام حتی کاد یکبر فرای رجلا بادیا صدره من الصف **فقال عباد الله لتستون صفوفکم لیخالفن الله بین وجوهکم**

رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں اتنی سیدھی کرواتے تھے کہ گویا ان کے ذریعے تیروں کو سیدھا کرتے ہوں حتی کہ حضور ﷺ نے دیکھا کہ ہم یہ بات سمجھ گئے ہیں۔ پھر ایک دن حضور ﷺ (نماز کے لیے) تشریف لائے اور قریب تھا کہ نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہتے کہ اچانک آپ ﷺ کی نظر مبارک ایک ایسے شخص پر پڑی جو صف سے اپنے سینے کو باہر نکالے ہوئے تھا، تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندو تم ضرور اپنی صفوں کو درست کرلوگے یا اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف (بغض وعداوت) پیدا کردے گا۔[44]

یہ تینوں چیزیں واجب ہیں، بلاعذرِ شرعی ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑنا، ناجائز اور گناہ ہے۔ صفوں کے واجبات میں سے کوئی واجب چھوٹ جائے، تو اس کی وجہ سے نماز کا اعادہ واجب نہیں ہوگا۔

چنانچہ جب حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ تشریف لائے، تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے ہمارے اندر حضور ﷺ کے زمانے کے خلاف کون سی بات دیکھی ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

ما انکرت شیئا الا انکم لا تقیمون الصفوف [45]

میں نے ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی، سوائے اس بات کے کہ تم صفوں کو سیدھا نہیں کرتے۔

اس حدیث مبارک کے تحت علامہ بدر الدین عینی الحنفی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ صف سیدھی رکھنے کے وجوب والے قول کے مطابق بھی اس کا ترک نماز میں نقصان پیدا نہیں کرے گا، کیونکہ یہ نماز کی حقیقت سے خارج ہے، کیا دیکھتے نہیں کہ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ان کے اس فعل کو ناپسند کرنے کے باوجود انہیں نماز کے اعادے کا حکم نہیں دیا۔[46]

نماز کی حکمتوں میں جمالیاتی حسن:

اسلام نے شریعت کے حوالے سے جتنے بھی احکام نازل کیے ہیں ان کی مختلف مصلحتیں اور حکمتیں ہیں۔ نماز کے حوالے سے دیے گئے احکامات کی حکمتیں درج ذیل ہیں

- **لباس کی زینت میں جمالیاتی جہت:**

یہ فطرت سلیمہ کے عین مطابق اور حسن کو ظاہر کرے والی ہے کہ جب بندہ کسی بڑی ہستی کے سامنے پیش ہوتا ہے تو ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ اپنے متعلق اچھے نقش چھوڑے اور یہ نماز کا ظاہری حسن ہی ہے کہ بندہ سنت کے مطابق نماز سے قبل مسواک، خوشبو اور دیگر سنتوں کو پورا کرتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

يَبَنِيٓ ءَادَمَ خُذُوا۟ زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ [47]

اے اولاد آدم تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنے لباس پہن لیا کرو۔

اس آیت میں لفظ زینت سے مراد لباس ہے اس کا سبب نزول بھی مشرکین کا ننگے ہو کر کعبہ کے گرد طواف کرنے سے متعلق ہے اس لیے مومنین کو حکم دیا گیا کہ لباس پہن کر اللہ کی عبادت کرو۔ اسی طرح حدیث نبوی ﷺ میں بھی عہد جاہلیت کی مثل ننگے عبادت کرنے ممانعت اور لباس میں نماز پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے خواہ اس کو ایک کانٹے سے ہی کیوں نہ ٹانکے جیسا کہ نبی ﷺ ام المؤمنین حضرت ام سلمیٰ کے گھر ایک چادر میں نماز ادا کر رہے تھے تو اس کے دونوں کنارے مونڈھوں پر ڈال لیے تھے۔

- **جگہ کی پاکیزگی میں جمالیاتی جہت:**

اسلام میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جس جگہ عبادت کی جائے اسے پاک رکھا جائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَٰهِيمَ مَكَانَ ٱلْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِى شَيْـًٔا وَطَهِّرْ بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلْقَآئِمِينَ وَٱلرُّكَّعِ [48]

"ہم نے ابرہیم کو کعبہ کے مکان کی جگہ دی، اس شرط پہ کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف، قیام، رکوع، سجدہ کرے والوں کے لیے پاک رکھنا"۔

نماز کیلئے مکان کی صفائی اس لیے ضروری ہے کہ یہ بارعام مشاہدے کی ہے کہ بادشاہوں اور امراء کے دربار میں شامل ہونے والوں کیلئے پاک اور ستھری جگہ کا اور صاف لباس تن زیب کر کے داخل ہونا ضروری ہوتا ہے ایسا ہی خالق کل کے لیے پاکیزگی اور لباس اور مکان کی نظافت ضروری ہے کیونکہ وہ پاک ہے اور پاک کو چاہتا ہے اور ہر قسم کی گندگی اور میل سے اس کو نفرت و کراہت ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے

ان الله جميل يحب الجمال

یہ بات عین مناسب فطرت صحیحہ و سلیمہ ہے اور خدا تعالی تو بالذات پاک ہے پس وہ پاکی اور طہارت کو بدرجہ اولی چاہتا ہے اس لئے نماز میں پاکی مکان کی اور ستھرائی لباس کی ضروری شرائط قرار دیئے گئے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

وثيابك فطهر۔والرجز فاهجز[49]

اپنے لباس کو پاک کر اور گندگی سے کنارہ کر۔

- **نماز کے اوقات کی جمالیاتی جہت:**

نماز کے اوقات سب سے زیادہ مناسب اوقات ہیں جن میں ورزش کے ماہرین ورزش کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔ چنانچہ فجر کی نماز طلوع آفتاب سے پہلے ہے وقت فضا صاف ستھری، نشاط انگیز اور فرحت بخش ہوتی ہے اور دوپہر میں جسم کو تھکاوٹ لاحق ہوتی ہے اس وقت اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ جسم کی توانائی اور چستی کو واپس لایا جائے اور مغرب کے وقت شام میں مسلمان نئی فرحت و نشاط کے لئے تیار ہوتا ہے اور عشاء کے وقت جسم کا متقاضی ہوتا ہے کہ اپنی کھوئی ہوئی طاقت و توانائی کے عوض کچھ توانائی حاصل کرے[50]۔

- **ستره کی حکمت اور حسن:**

نماز اس حالت کے ساتھ تشبیہ مراد ہے جو غلام کو اپنے مولا کے سامنے سکون اور خاموشی کے ساتھ خدمت کیلئے کھڑے ہوتے وقت ہوا کرتی ہے اس واسطے نماز کی ایک تعظیم یہ بھی مقرر کی گئی ہے کہ کوئی گذرنے والا نمازی کے سامنے ہو کر نہ گذرے کیونکہ آقا اور اسکے غلاموں کے درمیان سے جو اسکے سامنے کھڑے ہوئے ہیں گزرنا سخت بے ادبی ہے نیز نمازی کے سامنے گزرنے سے اسکا دل اکثر بٹ جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں

ان احدكم اذا قام في الصلوة فانما يناجي ربه بينه وبين القبلة [51]

تم میں سے جب کوئی نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے عرض معروض کرتا ہے جو کہ اسکے قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔

اسی واسطے نمازی کو استحقاق ہے کہ آگے سے گذرنے والے کو ہٹادے۔[52] آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں

اذا وضع احدكم بين يديه مثل مؤخرة الرجل فليصل ولايبال بمن مروراء ذلك[53]

تم میں سے جب کوئی اپنے سامنے کجاوے کے پشتے کے برابر کوئی چیز رکھ لے۔

تو پھر وہ نماز پڑھتا رہے اور اس سے پرے کو جو کوئی گذرے اسکی کچھ پرواہ نہ کرے۔

- **نماز میں مؤدب کھڑا ہونے کی حکمت:**

نماز میں تمام بدن کا باری تعالی کے سامنے سکوڑ لینا نفس کو خدا تعالی کے حضور میں مؤدب کھڑا ہونے پر آگاہ کرنے کیلئے ہے جیسا کہ لوگوں کو بادشاہوں کے حضور میں عرض معروض کرتے وقت دہشت اور ہیبت کی حالت طاری ہوتی ہے مثلا دونوں قدموں کا برابر رکھنا اور دست بستہ کھڑا ہونا اور نظر کو پست کرنا اور ادھر ادھر نہ دیکھنا اسی طرح نماز میں دست بستہ کھڑا ہونا خدا کے ماننے والے کی فطرت کا تقاضا ہے اور فرمانبرداری کے لئے جھکنا ایک تواضع ہے اور سجدہ میں گرنا کمال عبودیت کا اظہار ہے۔[54]

- **تکرار رکوع و سجود میں جمالیاتی جہت:**

دو مرتبہ جھکنے اور سر اٹھانے کے وقت تکبیر کہنے میں یہ راز ہے کہ نفس کو ہر مرتبہ خدا کی عظمت اور اسکی کبریائی پر آگاہی+اور تنبیہ ہوتی رہے اور اسکو اپنی ذلت اور مسکنت پر توجہ پڑتی ہے۔دوسرے اس امر میں یہ حکمت ہے کہ جماعت کے لوگ تکبیر کو سن کر امام کا ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا معلوم کرتے ہیں۔ نماز میں دو سجدے مقرر ہونے کی وجہ سجدہ اول نفس کو اس بات پر متنبہ کرنے کیلئے ہے کہ میں اس خاک سے پیدا ہوا ہوں اور دوسرا سجدہ اس بات پر دال ہے کہ میں اسی خاک میں لوٹ جاؤں گا۔[55]

- **آخری دو رکعتوں میں ضم سورۃ مقرر نہ ہونے کی جمالیاتی جہت:**

دراصل ابتداء میں نماز دو رکعتیں ہی مقرر ہوئی تھی بعد ازاں خدا تعالیٰ نے ان دو رکعتوں کی تعمیل و اکمال کیلئے ظہر و عصر و عشاء کے فرائض کے ساتھ دو دو رکتیں اور مغرب کی نماز میں حکمت وتر کو ضائع نہ کرنے کی وجہ سے ایک رکعت ملائی اور قاعدہ ہے کہ جب کسی چیز کا جبر کسر مطلوب ہوتا ہے تو اسکے ساتھ اسکے نوع کی ایسی چیز ملائی جاتی ہے جو حیثیت و درجہ میں اس سے ادنی ہوں۔اسی تمیز کیلئے پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ ضم سورۃ بھی واجب ہوا اور آخری دو رکعتوں کے ساتھ ضم سورۃ مقرر نہیں ہوا۔

- **نماز میں تعیین جلسہ کی جمالیاتی جہت:**

دو سجدے آپس میں اس وقت متمیز ہو سکتے ہیں کہ جب ایک تیسرا فعل انکے درمیان میں حائل ہو جائے اس لئے دو سجدوں کے درمیان جلسہ مقرر کیا گیا اور چونکہ قومہ اور جلسہ ،بدون اطمینان کے ایک طرح کا کھیل ہوتا ہے اس لئے ان دونوں کو بھی اطمینان کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔

- **نماز کے ہر دو رکعت کے درمیان التحیات مقرر ہونے کی وجہ:**

چونکہ اصل میں نماز دو ہی رکعت مقرر ہوئی تھی اور باقی رکعتیں انکی تکمیل کے واسطے ہیں اس واسطے ہر دو رکعت کے بعد تشہد مقرر ہوا تاکہ اصل اور فرع میں تمیز ہو جائے

- **حکمت اشارہ کی جمالیاتی جہت:**

حضرت شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ اس میں بھید یہ ہے کہ انگلی کے اٹھانے میں توحید کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے جسکی وجہ سے قول و فعل میں مطابقت ہو جاتی ہے اور توحید کے معنی آنکھوں کے سامنے متمثل ہو جاتے ہیں[56]

- **نماز میں عام مومنین و صلحٰ پر سلام مقرر ہونے کی جمالیاتی جہت:**

نماز میں السلام علینا وعلى عباد الله الصالحين میں سلام کو عام کر دیا گیا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب بندے کی زبان سے یہ نکلا تو ہر ایک نیک بندے کو جو کہ آسمان و زمین میں سے ہے سلام پہنچ جائے گا۔اس میں سلام کا عام ہونا حق ہمدردی،بنی نوع کی جاآوری کیلئے ہے۔

- **تشہد کے بعد درود النبی ﷺ کی جمالیاتی جہت:**

تشہد کے بعد دعا کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو دعا نمازی کو پسند ہو وہ کرے یہ اس واسطے کہ نماز سے فارغ ہونے کا وقت ہے کیونکہ نماز پڑھنے کی وجہ سے رحمت الٰہی اس پر چھا جاتی ہے اور ایسی حالت میں دعا مستجاب ہوا کرتی ہے اور دعا کے آداب میں سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنا اور نبی ﷺ پر درود بھیجنا ضروری ادب ہے یعنی آنحضرت ﷺ پر صلوات و سلام و برکات بھیجے جائیں تاکہ دعا مستجاب ہو جائے نماز میں نبی ﷺ کے واسطے بھی سلام مقرر کیا گیا تاکہ نبی ﷺ کی یاد دل سے نہ بھلائیں اور انکی رسالت کا اقرار کرتے رہیں اور نعمت اسلام اور آپکی تبلیغ رسالت کی قدر دانی کریں اس طرح سے آنحضرت ﷺ کا کچھ حق ادا ہو جائے گا لہذا نماز میں آنحضرت ﷺ پر سلام مقرر ہوا۔[57] پھر اسکے بعد اپنے لئے اور اپنے ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت و ہدایت وغیرہ ضروریات دین کر کے نماز کو ختم کرنے کیلئے داہنے بائیں طرف منہ کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں۔

- **سلام کے ساتھ اختتام نماز کی جمالیاتی جہت:**

دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرنے میں اشارہ ہے کہ وقت نماز میں گویا میں اس عالم سے باہر چلا گیا تھا اور ماسوی اللہ سے فارغ ہو کر اسکی درگاہ میں پہنچ گیا تھا۔اسکے بعد اب پھر آیا ہوں اور موافق رسم آیندگان ہر کسی کو سلام کرتا ہوں۔[58]

- **نماز ختم کرنے کے بعد دعائیں پڑھنے میں جمالیاتی جہت:**

احادیث نبویہ میں کچھ کلمات اور دعائیں مسنونہ وارد ہیں جن کو آنحضرت ﷺ نماز ختم کرنے کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ کسی عالیشان دربار سے یونہی چپ چاپ رخصت نہیں ہوتے بلکہ دربار سے رخصت ہونے کے وقت بھی آداب و نیاز و عرض حال کرتے ہوئے رخصت ہوتے ہیں۔[59] چنانچہ آنحضرت فرض کے بعد یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔

> اللھم انت السلام ومنك السلام واليك يرجع السلام تباركت ربنا وتعاليت ياذا الجلال والاكرام[60]
>
> اے اللہ تو سلام ہے اور سلامتی تیری طرف سے مل سکتی ہے اور سلامتی کا مرجع تو ہی ہے بڑی برکت والا ہے اے جلال اور عزت والے۔

- **امامت نماز و جماعت کی جمالیاتی جہت:**

چونکہ خدا تعالیٰ کو اس عالم کی ہر چیز میں اعتدال منظور ہے اور اشیاء میں اعتدال جب ہی قائم رہتا ہے کہ ان میں اتحاد اور وحدت کا رابطہ قائم ہو۔ پس اللہ نے وحدت و اتفاق کو عالم تشریعی کے اندر جماعت و امامت نماز کی صورت میں دکھایا نظام شمسی کو دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے سارے اجرام صغیرہ پیدا کر کے ان سب کا امام اکبر و اعظم آفتاب کو بنایا اور سارے خورد بزرگ اجسام و اجرام کو اسکے ماتحت ٹھیرایا۔

وہی صورت جماعت امامت نماز میں ظاہر کر کے بنی آدم کو ظاہری و باطنی اتفاق کی طرف متوجہ فرمایا اور دکھادیا کہ اتفاق و وحدت ہی کی برکت ہے جس کے ساتھ دنیا کا قیام ہے۔ پس جبکہ عالم اجسام میں ہر وقت ایک امام کی ضرورت رہتی ہے تو پھر کیونکر گمان ہو سکتا ہے کہ خدا نے روحانی عالم کے قیام کے لئے کوئی روحانی امام مقرر نہ کیا ہو۔ پس نماز کی امامت میں اسی روحانی رابطہ و اتحاد کی طرف اشارہ ہے۔[61]

- **فرائض کے قبل اور بعد سنتیں مقرر ہونے کی جمالیاتی جہت:**

اصل بات یہ ہے کہ دنیاوی مشاغل، خدا کی یاد سے انسان کو غافل کر دیتے ہیں لہذا ایسی بات کی ضرورت ہوتی کہ اس کدورت کے صاف کرنے کی غرض سے قبل از فرائض اسکا اہتمام کیا جائے تاکہ فرائض کی ادائیگی کے وقت دل تمام مشغلوں سے خالی ہو۔ یہ تو قبل کی سنت کی حکمت ہوئی اور بسا اوقات آدمی اسطرح نماز پڑھ لیتا ہے کہ بوجہ عدم رعایت آداب نماز کا فائدہ اسکو پوری طرح حاصل نہیں ہوتا۔ لہذا ضروری ہوا کہ فرائض کے بعد بھی اس مقصود کے پورا کرنے کیلئے کچھ نماز اور مقرر کی جائے تاکہ جو کمی و قصور فرائض میں ہو سنتوں کے ذریعے سے تکمیل ہو۔[62]

- **جماعت نماز کی اور اس میں صفوں کو برابر کرنے میں جمالیاتی پہلو:**

نماز میں جو جماعت رکھی ہے اور جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہ غرض ہے کہ اس سے قوم میں وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں محاذی ہوں اور سمت سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے اطوار دوسرے میں سرایت کر سکیں اور باہم وہ امتیاز (جس میں خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے) باقی نہ رہے۔[63]

- **دو خطبوں کے مابین وقفے کی جمالیاتی جہت:**

تاکہ نمازی تازہ دم ہو جائیں اور عبادت ان پر گراں نہ گزرے۔

- **جمعہ و عیدین وغیرہ میں تقرر خطبہ کی وجہ:**

نماز جمعہ و عیدین و کسوف داستقاء میں خطبہ بھی مقرر کیا گیا تاکہ جو لوگ ناواقف ہیں وہ واقف ہو جائیں اور تبلیغ اسلام و تلقین احکام الٰہی انکو کماحقہ ہو جائے اور اور جو لوگ باوجود واقف و عالم ہونے کے غافل ہیں ان کیلئے یاد دہانی ہو جائے اور وہ ہوشیار ہو جائیں۔[64]

- **حائضہ پر ادائے روزہ اور عدم ادائے نماز کی وجہ:**

حالت حیض میں عبادت کا فعل مشروع نہیں ہوا اور ایام طہر میں اس کی نماز پڑھنا کافی ہو جاتا ہے کیونکہ نماز دن میں پانچ بار فرض ہے مگر روزہ سال میں صرف ایک مہینہ روزوں کا ہے۔ اگر ایام حیض کے روزے بھی اس سے ساقط کر دیئے جائیں تو پھر ان کی نظیر کا تدارک نہیں ہو سکتا اور روزہ کی مصلحت اس سے فوت ہو جاتی اس لئے اس پر واجب ہوا کہ ایام طہر میں روزے رکھ لے تاکہ اس کو روزہ کی مصلحت حاصل ہو جائے جو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر محض رحمت اور احسان سے ان کے فائدہ کے لئے مشروع فرمائے ہیں۔[65]

حاصل کلام

اس بحث میں ہم نے یہ دیکھا کہ اللہ کی تعظیم اور شان اس بات کا متقاضی ہے کہ اس کے سامنے کھڑے کو کر مناجات کی جائے، انسان اس کے سامنے مکمل طور پر سرنگوں ہو جائے کیونکہ یہ نیاز مندی کی علامت ہے جبکہ گردن کشی غرور کی علامت ہے، اور دیگر مذاہب کے برعکس اسلام کی عبادت کا انداز ایسا ہے کہ نہ تو بندے پر گراں گزرے اور نہ ہی اس کی تکلیف کا باعث بنے، نیز اس کے ہر رکن میں عبد اور معبود کے درمیان محبت کا عنصر نمایاں ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1] البقرۃ238:02

Surah Al Baqarah 02: 238

[2] ہود114:11

Surah Hood 11: 114

[3] الاسراء78:17

Surah Al-Asra 17 :78

[4] صلاح الدین یوسف،احسن البیان،دارالسلام،1998، ص828

Salahuddin Yousaf, Ahsan-ul- bayan, Dar-ul-salam,1998 ,Pg 828

[5] طٰہٰ14:20

Surah Taha 20:14

[6] الروم17:30

Surah Al-Room 30: 17

[7] صلاح الدین یوسف،احسن البیان، ص952

Salahuddin Yousaf, Ahsan-ul- Bayan, pg 952

[8] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، ابواب الامثال، باب مثل صلوت الخمس، ح 2868

Tirmizi, Muhammad bin Esa, sunan tirmzi, Bab:abwab , Bab Salawat ul khamas,Hadith 2868

[9] اشرف علی تھانوی،احکام اسلام عقل کی نظر میں، مکتبہ عمر فاروق، نومبر 2009ء، ص69

Asharaf Ali Thanwi,Ahkam-ul- Quran aqal kin azar mai,maktaba umar Farooq, Nov 2009,pg 69

[10] القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب مایکرہ من اتخاذ، ح1330

Al Qushairi, Muslim-Bin-Hajaj, Saheh Muslim, Kitab al janaiz , Bab ma yakhrahu mn atakhaz ,Hadith 1330

[11] اشرف علی تھانوی،احکام اسلام عقل کی نظر میں، ص77

Asharaf Ali Thanwi,Ahkam-ul- Quran aqal kin azar mai, Pg 77

[12] ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب الصلاۃ فی اعطان الابل، ح768

Ibn-e- Maja, Muhammad bin Yazeed, Sunan Ibn-e-Maja, Kitab ul masajid-wal- jamat,Bab: al salah fi al ietan, Hadith 768

[13] اشرف علی تھانوی،احکام اسلام عقل کی روشنی میں، ص157

Asharaf Ali Thanwi,Ahkam-ul- Quran aqal kin azar mai, Pg 157

[14] ایضاً، ص158

Ibid, Pg 158

15 الانعام79:6

Surah Al-Inam 06:79

16 اشرف علی تھانوی،احکام اسلام عقل کی روشنی میں، ص59

Asharaf Ali Thanwi,Ahkam-ul- Quran aqal kin azar mai,Pg 59

17 اشرف علی تھانوی،احکام اسلام عقل کی نظر میں، ص65

Asharaf Ali Thanwi,Ahkam-ul- Quran aqal kin azar mai,Pg 65

18 العلق19:96

Surah Al-Alaq 96:19

19 اشرف علی تھانوی،احکام اسلام عقل کی نظر میں، ص:218-216

Asharaf Ali Thanwi,Ahkam-ul- Quran aqal kin azar mai,Pg 216-218

20 عبد الطیف، حسن نماز، نشان منزل پبلی کیشنز، لاہور، 2018، ص58

Abdul Latif,Husn-e-Namaz,Nishan e manzil publications,2018,Pg 58

21 صلاح الدین، فرد پر عبادت کے اثرات، لاہور: المشرق، 2013، ص100

Salahudin, fard pr iabdat ky asrat, Al-Mashriq, 2013,Pg 100

22 مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب من احق بالامامۃ، ح1534

Al Qushairi, Muslim-Bin-Hajaj, Saheh Muslim, Kitab-ul- masajid , Bab:man ahaqa bil amatahu ,Hadith 1534

23 اشرف علی تھانوی،احکام اسلام عقل کی نظر میں، ص:66-68

Asharaf Ali Thanwi,Ahkam-ul- Quran aqal kin azar mai,Pg 66-68

24 عبد الطیف، حسن نماز، ص52

Abdul Latif,Husn-e-Namaz, Pg 52

25 المومنون02:23

Surah Al-Mominoon 23: 02

26 صلاح الدین یوسف، احسن البیان، ص811

Salahuddin Yousaf, Ahsan-ul- bayan,Pg 811

27 پیر عبد الطیف خان، حسن نماز، ص60

Abdul Latif,Peer,Husn-e-Namaz, Pg 60

28 اشرف علی تھانوی،احکام اسلام عقل کی نظر میں، ص55

Asharaf Ali Thanwi,Ahkam-ul- Quran aqal kin azar mai,Pg 55

29 صلاح الدین، فرد پر عبادت کے اثرات، ص:48

Salahudin, fard pr iabdat ky asrat, Pg 48

30 السجدۃ19:17

Surah Al-Sajda 17:19

31 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب عقد الشیطان، ح1142

Bukhari, Muhammad bin Ismael, Saheh Bukhari, Kitab ul tahajud ,Bab: aqad-ul-shaitan ,Hadith 1142

32 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ، باب اذا صلی فی الثوب، ح373

Bukhari, Muhammad Bin Ismael,Saheh Bukhari,Kitab-ul -Salat, Bab izi Salah fi saoob,Hadith 373

33 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ، باب من صلی فی فروج حریر، ح375

Bukhari, Muhammad Bin Ismael,Saheh Bukhari,Kitab-ul -Salat, Bab mn salah fi Farooj Hareer,Hadith 375

34 پیر عبد الطیف خان، حسن نماز،، ص65

Abdul Latif,Peer,Husn-e-Namaz, Pg 65

35 ایضا، ص61

Ibid,Pg 61

36 صلاح الدین یوسف، حافظ، احسن البیان، ص394

Salahuddin Yousaf, Ahsan-ul- bayan ,Pg 394

37 الاعراف7:29

Surah Al- Araaf 07:29

38 صلاح الدین یوسف، حافظ، احسن البیان، ص943

Salahuddin Yousaf, Ahsan-ul- bayan,Pg 934

39 صلاح الدین، فرد پر عبادت کے اثرات، ص61

Salahudin, fard pr iabdat ky asrat,Pg 61

40 مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب تسویہ الصفوف، ح975

Al Qushairi, Muslim-Bin-Hajaj, Saheh Muslim, KitabAl-Salah, Bab:Taswiah tul Safoof ,Hadith 975

41 بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع، صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الراق المنکب بالمنکب والاقم بالقدم فی الصف، ح725

Bukhari, Muhammad bin Ismael, Saheh Bukhari, Kitab ul Azan,Bab: al -Raq almanqab bil manqab ,Hadith 725

42 الصف04:61

Surah Al-Saf 61:04

43 ابن ماجہ، محمد بن یزید، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب تسویہ صفوف، ح992

Ibn-e- Maja, Muhammad bin Yazeed, Sunan Ibn-e-Maja, Kitab Iqama tul salah,BabTaswiah e safoof, Hadith 992

44 القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، تفرح اُبواب الصفوف، باب اقامۃ صفوف، ح979

Al Qushairi, Muslim-Bin-Hajaj, Saheh Muslim, KitabTafarah Abwab us Safoof , Bab:Taswiah tul Safoof ,Hadith 979

45 بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع، صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب اثم من لم یتم، ح724

Bukhari, Muhammad bin Ismael, Saheh Bukhari, Kitab ul Salah ,bab ism mn lm yatim ,Hadith 724

46 بدر الدین عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، مکتبہ البشری کراچی، 2017، ج4، ص359

Badar-ul-Din Aini, Umdah tul qari, maktaba Al-Bushra Karachi, 2017, V.4,Pg 359

47 الاعراف31:07

Surah Al -Araaf 07:31

48 الحج26:22

Surah Al Hajj 22:26

49 المدثر04:74

Surah Al mudasir 74: 04

50 صلاح الدین، فرد پر اثرات، ص153

Salahudin, fard pr iabdat ky asrat,Pg 153

51 محمد بن اسماعیل، الجامع، صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب المصلی یناجی، ح531

Bukhari, Muhammad bin Ismael, Saheh Bukhari, Kitab mawaqeet ul Salah ,Bab Al musalah Yunaji,Hadith 531

52 اشرف علی تھانوی، احکام اسلام عقل کی نظر میں، ص76

Asharaf Ali Thanwi,Ahkam-ul- Quran aqal kin azar mai,Pg 76

53 القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم کتاب الصلاۃ، باب سترۃ المصلی، ح1111

Al Qushairi, Muslim-Bin-Hajaj, Saheh Muslim, Kitab Al salah, Bab:Satrah tul musalah ,Hadith 1111

54 اشرف علی تھانوی، احکام اسلام عقل کی نظر میں، ص59

Asharaf Ali Thanwi,Ahkam-ul- Quran aqal kin azar mai, Pg 59

55 اشرف علی تھانوی، احکام اسلام عقل کی نظر میں، ص63

Asharaf Ali Thanwi,Ahkam-ul- Quran aqal kin azar mai, Pg 63

56 ایضا، ص69

Ibid, Pg 69

57 اشرف علی تھانوی، احکام اسلام عقل کی نظر میں، ص68

Asharaf Ali Thanwi,Ahkam-ul- Quran aqal kin azar mai,Pg 68

58 ایضا، ص70

Ibid,Pg 70

59 ایضا، ص76

Ibid,Pg 76

60ابی داود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب تفریع ابواب الوتر، باب مایقول الرجل اذا سلم، ح1512

Abi Daood, Suleman-bin -Ashas, Sunan-abi-Daood,Kitab tafreeh abwab ul witar,Bab: ma yaqool-ul-rajul iza salama,hadith 1512

61 اشرف علی تھانوی، احکام اسلام عقل کی نظر میں، ص74

Asharaf Ali Thanwi,Ahkam-ul- Quran aqal kin azar mai,Pg 74

62ایضا، ص70

Ibid,Pg 70

63ایضا، ص71

Ibid,Pg 71

64 اشرف علی تھانوی، احکام اسلام عقل کی نظر میں، ص68

Asharaf Ali Thanwi,Ahkam-ul- Quran aqal kin azar mai,Pg 68

65 ایضا، ص81

Ibid, Pg 81